The Element of Humor in Yousuf Nazim's sketches

یوسف ناظم کے خاکوں میں مزاح کا عنصر

Dr. Sara Majeed [*1]
Lecturer, Department of Urdu, The Women University, Multan

ڈاکٹر سارا مجید[*1]

لیکچرار، شعبہ اردو، دی ویمن یونیورسٹی، ملتان

Correspondance: saramajeed46@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 07-02-2025
Accepted:20-03-2025
Online:28-03-2025

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: Sense of humor, smile, laughter and laughter are responsible for keeping any person alive in this world. And thanks to these things we are able to deal with life. What is humor? can express his opinion artistically. Yusuf Nazim is counted in the list of comedians in Urdu literature. Yusuf Nazim ridiculed the flaws in the society through humor in his writings. He used various events and characters. Create humor through. He has a mastery of language and expression. As a result, in his writings, after each sentence, the retorts, distortions and idioms create an element of humor with the reversal of similes. The personality of the sketch is not harmed and the matter becomes clear to the reader and causes a smile on the lips. Yusuf Nazem's sketches are not only full of humor and sarcasm, but full of eloquence and mystery.

KEYWORDS: Yousuf Nazim, Sketches, Comedy, Satire, Social Issues, Characters, Social Attitude, Dramatic Style, Zekry Khair, Alaik Slaik, Saay our Hamsay.

طنز و مزاح کسی نامناسب صورت حال کے بر عکس احتجاجی مظاہرے کا اظہار نہیں بلکہ اسے معقول اور بہتر سے بہترین بنانے کی ایک سعی ہے۔پہلے پہل دنیا میں موجود انسان نے اپنے گرد و پیش کے ماحول کی ستم ظریفی سے اکتا کر اپنی زبان سے کچھ ایسے الفاظ کا اظہار کیا جس میں کڑوی کسیلی باتوں نے طنز کے تیر و نشتر چلائے جس سے طنزیہ لب و لہجے کا آغاز ہوالیکن اس لب و لہجے کا اظہار سننے والوں کے لیے دل کشی کا باعث نہ بن سکا یہ پیرائے اظہار قاری کو محظوظ کرنے کی بجائے بے مزہ کرنے لگااس لیے طنز کے نشتر کو شیرینی بخشنے کے لیے مزاح کی ضرورت محسوس کی گئی یہی وہ کڑی ہے جہاں سے طنز و مزاح کو ایک ہی صف میں شامل کر کے تخلیقی ہنر کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔یہ حس مزاح ہی ہے جس کی وجہ سے ہنسی اور قہقہہ کے سہارے ہم اس سنجیدہ کائنات میں زندہ رہتے ہیں اور اسی حس مزاح کے ذریعے ہم خوشگوار زندگی گزارنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اردو زبان و ادب میں طنز و مزاح کو پہلے پہل جعفر زٹلی نے اپنے ہجو گوئی کے ذریعے استحکام بخشا اردو شاعری میں شہر آشوب سے طنز و مزاح کا آغاز ہوا ڈاکٹر جمیل جالبی جعفر زٹلی کی طنزیہ شاعری پر بھر پور اظہار خیال کرتے ہیں :

> ''اس دور میں جہاں ہر زہ گوئی عزیز و مظفر و منصور ہو گئی جعفر کی آواز ایک
> ایسی آواز ہے جو اپنی آنکھوں سے معاشرے کی گرتی ہوئی دیواروں کو دیکھ کر
> غم و غصہ میں زور زور سے قہقہے لگا رہا ہے۔'' (1)

بعد میں آنے والوں نے جن میں سر فہرست سودا، انشا اور نظیر اکبر آبادی نے جعفر زٹلی کی اس روایت کو اپنی ذہانت اور ظریفانہ حس سے تقویت بخشی۔شاعری کے ساتھ ساتھ اردو نثر میں بھی طنز و مزاح کی نشوونما بڑی نامور شخصیات کے ہاتھوں ہوئی جن میں ظرافت کے اولین نمونے ہمیں غالب کے ہاں ملتے ہیں۔بقول مولانا حالی :

> ''وہ چیز جس نے ان کے مکاتبات کو ناول اور ڈرامے کی طرح دلچسپ بنا
> دیا شوخئی تحریر ہے''۔ (2)

اردو کی باقی اصناف کی طرح غیر افسانوی نثر خاص طور پر خاکہ کی صنف میں بھی طنز و مزاح نے اپنا بول بالا کیا ۔خاکہ کی صنف میں طنز و مزاح کو تقویت دینے والوں میں اہم نام مرزا فرحت اللہ بیگ، شوکت تھانوی، عظیم بیگ چغتائی، چراغ حسن حسرت، عبدالمجید سالک، حاجی لق لق، شفیق الرحمٰن، محمد طفیل اور فکر تونسوی شامل ہیں انہی ناموں میں انیسویں صدی کا ایک عظیم نام یوسف ناظم کا بھی شامل ہے جنھوں نے جدید اردو ادب میں بحیثیت مزاح نگار نام پیدا کیا۔انہوں نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز شاعری سے کیا لیکن اس صنف میں زیادہ دیر تک نہ ٹک سکے اور نثر نگاری کی طرف رجوع کیا جبکہ 1944ء میں باقاعدہ طور پر طنز و مزاح کو اپنا وطیرہ بنایا یوسف ناظم کا شمار ان لکھاریوں میں ہوتا ہے جو زیادہ لکھ کر کم شہرت پانے والوں کی صف میں شامل ہوتے ہیں۔

یوسف ناظم نے طنز و مزاح کی روایت کو بام عروج پر پہنچانے کے لیے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات لوگوں کے دکھ درد پر اپنی ظریفانہ گفتگو سے مرہم لگانے کا کام کرتے رہے۔ان کی مزاح نگاری میں ان کی اپنی زندگی کا بڑا عمل دخل ہے جو کہ شہر ممبئی

سے وابستہ ہیں کو مزاحیہ انداز بیاں میں قاری کے سامنے پیش کیا جن میں ان کی ملازمت کے واقعات اور مختلف مقامات پر منتقل ہونے کے واقعات کو بہت دلچسپ انداز میں بیان کیا انہیں شہر ممبئی سے دلی وابستگی تھی ان کا تحریری کام تقریباً اسی شہر کی دین ہے۔ یہاں انہوں نے بہت سے مضامین، کالم اور خاکے لکھے لیکن ان کی وجہ شہرت مزاح نگار ہے جو کہ ان کے خاکوں میں جا بجا بکھری نظر آتی ہے ان کے خاکوں پر مشتمل تین مجموعے شائع ہوئے جن میں سب سے پہلے سائے اور ہمسائے(1975ء)، ذکر خیر(1982ء) اور علیک سلیک(2002ء) میں منظر عام پر آئی۔

یوسف ناظم نے خاکہ کی صنف میں طنز و مزاح کا رنگ بھر کے اس کو دوام بخشا۔ انہوں نے اس صنف میں اپنے مزاحیہ انداز بیان سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا وہ اپنے خاکوں میں بات سے بات نکالتے اور ہر بات میں طنز کی کاٹ سے شگفتگی کا احساس اجاگر کرتے ہیں ان کے طنز میں بھی ایسی لطافت موجود ہے جو ان کی خوبی بن کر واضح ہوتی ہے اور قاری کو محظوظ کرتی ہے۔

> ''یوسف ناظم پہلے طنز نگار ہیں اور پھر مزاح نگار مجموعی طور پر وہ طنز و مزاح نگار ہیں۔ یعنی بنیادی طور پر وہ طنز و مزاح نگار ہیں لیکن ان کی تحریریں طنزSatire اور مزاحHumour کا مرکب ہے۔''(3)

آج کے مشینی دور میں طنز و مزاح کے نام پر بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ جن میں زیادہ تر پھکڑ پن کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ طنز و مزاح صرف طنز و مزاح پر محیط نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس میں کچھ ایسے سوالات شامل ہوں جو کہ قاری کی فکر کو اجاگر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ یوسف ناظم کے خاکوں میں بھی کچھ اس طرح کی طنز و مزاح نگاری کو برتا گیا ہے جس کو پڑھتے ہوئے قاری بے خوف و خطر آگے بڑھتا ہے اور اچانک اس کے پاؤں کے نیچے کیلے کا چھلکا آجاتا ہے اور قاری کا ذہن ایسی ظرافت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جس سے اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی ہے اور قاری ذہنی اور دلی اطمینان محسوس کرتا ہے۔ ناظم صاحب کی مزاح نگاری کا کوئی خاص اسلوب نہیں ہے بلکہ وہ تو زندگی کے مختلف اور دلچسپ واقعات سے مزاح کا خمیر اٹھاتے ہیں ان کے خاکوں میں زندگی کا ہر وہ واقعہ ہدف ہوتا ہے جس سے مزاح کا لطف اٹھا سکیں۔ وہ زندگی کی ناہمواریوں اور گوناگوں کیفیتوں سے بھی مضحک خیز پہلو نکالتے ہیں۔

> ''یوسف ناظم وہ طنز و مزاح نگار ہیں جنہوں نے زود نویسی کے باوجود تحریروں میں اپنے معیار کو زیادہ تر برقرار رکھا۔ ان کے مشاہدے کی تیزی بھی ہے اور گہرائی بھی، قوت تخیل کی چکاچوند کیفیت بھی۔ بظاہر وہ دنیا سے بے نیاز معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کی تحریروں میں زندگی کی ہماہمی، تگ و دو، کشمکش، نشیب و فراز اور خوب و خراب کی بہ تمام و کمال عکاسی ہوتی ہے۔''(4)

طنز و مزاح نگاری انہیں ورثے میں نہیں ملی بلکہ یہ تو انہیں خدا کی طرف سے ودیعت کی گئی ہے جو کہ ان کے خاکوں میں بکھری ہوئی نظر آتی ہے۔انہوں نے جن بھی شخصیات پر خاکہ لکھاان سے ناظم صاحب کے قریبی روابط اور دلی وابستگی شامل ہے جوان کے خاکوں میں دیکھنے کو ملتی ہے۔خوبصورت اور مزاحیہ اسلوب کی شاشنی میں ایسا خاکہ لکھنا کہ ممدوح کے زیر غور پہلو بھی سامنے آجائیں اور اس کی شخصیت پر آنچ بھی نہ آئے خاصا مشکل کام ہے جس کو یوسف صاحب بخوبی انجام دیتے ہیں۔بقول مشفق خواجہ:

''ہندوستان میں کتنے مزاح نگار ہیں اس کا فیصلہ تو وہی کر سکتے ہیں جنھوں نے وہاں کی مردم شماری کی رپورٹ دیکھی ہے لیکن اتنا تو ہم بھی جانتے ہیں ڈھنگ کے لکھنے والے صرف دو ہی ہیں۔"یوسف ناظم اور مجتبیٰ حسین۔''
(5)

انھوں نے اپنے خاکوں آسان فہم زبان کا استعمال کیا جو طنز و مزاح کے جملوں کو مزید روشن کر دیتے ہیں علیک سلیک میں شامل ایک خاکہ جو کہ علی سردار جعفری کے نام لکھا بہت ہی خوبصورت انداز بیاں میں مزاح کا رنگ بھرتے ہیں :

"وہ یقیناً کوئی قبولیت کی گھڑی تھی جب ان کا نام علی سردار جعفری رکھا گیا۔سردار تو انھیں بننا ہی تھا۔لیکن جس قبیلے کی سرداری ان کی قسمت میں لکھی تھی اس میں صرف نظم و نثر کا رواج تھا نظم و ضبط کا نہیں۔"(6)

اس اقتباس میں یوسف ناظم نے علی سردار جعفری کا مضحک پہلو ماہرانہ چابک دستی سے بیان کیا۔ان کا ایک اور مزاحیہ جملہ جو کہ باقر مہدی کے متعلق لکھا تھا اس قدر شہرت کا حامل ہوا کہ زبان زدِ عام ہو گیا۔"اگر سب لوگ پانی کی تلاش میں دریا کی طرف جا رہے ہوں اور صرف ایک شخص ریگستان کی جانب جا رہا ہو تو تنہا شخص سوائے باقر مہدی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا"اس ایک جملے میں مزاح کا عنصر تو موجود ہے ہی لیکن اس مزاحیہ انداز بیاں میں لفظی مصوری کا منہ بولتا ثبوت ہے جس میں باقر مہدی کی مجموعی شخصیت کا بہتر تصویر دیکھنے کو ملتی ہے۔

یوسف ناظم کا ایک اور عمدہ خاکہ ظ انصاری پر لکھا گیا جس کا تلفظ وہ"ظوئے انصاری"لکھتے ہیں میری نظر میں ان کا یہ خاکہ مزاح کی بلندیوں کو چھوتا ہے۔اس خاکے کا عنوان انہوں نے"وہ نام خدا سر سے ہیں ناخن پا گرم"لکھا اس عنوان میں ہی ناظم صاحب کی کمال مہارت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے جس میں انہوں نے ظ انصاری کی مکمل شخصیت کو ایک فریم ورک میں مکمل بیان کرنے کی پوری کوشش کی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں:

''ظ انصاری اصل میں اردو ادب کے امراض کہنہ میں سے ہیں۔ (بعض امراض صحت کی نشانی ہوتے ہیں)۔ظ انصاری امراض کی اس مہرست میں اس وقت لکھے گئے جب انھوں نے تحقیق، تنقید، تبصرہ، ترجمہ، تدریس،

سوانح نگاری، خاکہ کشی، لغت نویسی، صحافت، ادارت، خطابت، صدارت اور
اناؤنسنگ جیسے مشاغل سے ناجائز تعلق پیدا کیا۔ اگر ان کی شخصیت کتنی پہلو
دار نہ ہوتی تو انھیں کسی نہ کسی پہلو تو قرار آ جاتا۔''(7)

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ ظ انصاری کے بطن میں کتنے پراسرار دروازے کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ اس خاکے میں یوسف ناظم کی کمال مہارت کا ثبوت ملتا ہے کہ ان کا قلم اپنی مضبوط گرفت کے ساتھ کہیں رکنے نہیں پات اپنے مذاق سلیم اور مزاح کی حس کے لیے نئے امکانات کی تلاش میں ناظم صاحب نے کئی معتبر ہستیوں کو اپنے قلم کی روشنائی سے روشناس کیا۔ ان کے خاکوں میں طنز کی کاٹ محبت بھری چٹکی محسوس ہوتی ہے جس سے مزاح میں ایک عجیب طرح کا لطف پیدا ہو جاتا ہے ان کے مزاح میں نثر جیسی روانی اور نگینہ کاری موجود ہوتی ہے جو صاحب خاکہ کی شخصیت پر بھاری محسوس نہیں ہوتی بلکہ اس کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

''رضا نقوی واہی سے ملاقات اس وقت ہوئی جب ہم دونوں آثار قدیمہ ہو
چکے تھے لیکن وہ مجھ سے پہلے ہی آثار قدیمہ ہو چکے تھے۔''(8)

طنز و مزاح کی شناس اسے ہوتی ہے جو خود پر طنز کرنا جانتا ہو اور یوسف ناظم اس بات میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں وہ کسی بھی شخصیت پر طنز کا نشتر چلانے سے پہلے اپنی ذات کو اس کا نشانہ بناتے ہیں اس خاکے میں انھوں نے رضا نقوی واہی کو آثارِ قدیمہ کا لقب دیا کیوں کہ وہ اس وقت بہت علیل ہو چکے تھے تو ساتھ ہی اپنی ذات کو بھی پیچھے نہ چھوڑا۔

انھوں نے طنز و مزاح میں اپنے گرد و پیش کے معمولات پر بھی کڑھ نظر رکھی جیسے کہ ایک خاکہ "تپائی" کے عنوان سے سے لکھ ڈالا اور اس میں تین کے ہندسے کی ایسی ایسی نشاندہی کی جو کہ ہماری روزمرہ زندگی سے متعلق ایسی حقیقتیں ہیں جن سے منہ نہیں موڑا جا سکتا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتنے باریک نظر انسان تھے انہوں نے اپنے ارد گرد پیش آنے والے واقعات کو مزاح کے پیکر میں ڈھال کر بیان کیا۔

''3 کا ہندسہ ایسا معلوم ہوتا ہے، ہماری زندگی کا ایک لازمی حصہ بن گیا
ہے۔ ہماری اکثر و بیشتر کام اور مشاغل اسی ہندسے کے تعلق سے روبہ عمل
لائے جاتے ہیں۔ سو گز کی دوڑ ہو یا کوئی اور دوڑ، ایک دو کے بعد جب تک
تین نہ پکارا جائے آپ بھاگ نہیں سکتے۔ کسی کی ہپ ہپ ہرے کرنی ہو تو
تین مرتبہ سے کم نہیں کی جا سکتی۔ تھری چیئرس ہی اس تقریب کا عنوان
ہے۔ نیلام میں جب تک ساڑھے سات سو ایک، ساڑھے سات سو دو اور
ساڑھے سات سو تین نہ کہا جائے، نیلام کسی مقرر کی تقریر کی طرح جاری
رہتا ہے۔ ٹریفک میں بھی تین رنگ ہوتے ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی کا نشان
تکون ہے۔''(9)

یوسف صاحب نے تین کے ہندسے کی زندگی میں پیش رفت کی پوری فہرست بیان کر دی زندگی میں تین کے ہندسے کی پیش قدمی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی انھوں نے یہ خاکہ اجتماعی صورت میں تین معروف شخصیات انور خان، سلام بن رزاق، اور انور قمر پر لکھا اور اپنے خاکے کو مزاح کے منفرد رنگ میں ڈھال کر تین کے ہندسے کا پرچار کیا۔

''میں دل پر جبر کرنے کے لیے تیار ہوں کہ عزیز قیسی قابل آدمی ہیں لیکن یہ ماننے کے لیے خود کو کیسے تیار کر لوں کہ وہ اتنے ہی قابل ہیں کہ جتنا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں ان کی صورت سے ذہانت ہی ٹپکتی ہے اور بعض وقت تو اتنی ٹپکتی ہے کہ وہ خود تر ہو جاتے ہیں۔'' (10)

طنز کی کاٹ کو نرم اور شیریں بنانے کے لیے یوسف صاحب نے مزاح کے پیکر میں ڈھال کر عزیز قیسی کی قابلیت کو ذو معنوں میں بیان کیا وہ طنز کے نشتر کو مزاح میں ملفوف کر اور پھر مزاح میں شامل بے ساختہ ہنسی کو ایک دوسرے میں پیوست کر کے ان کی دشواریوں اور نزاکتوں کو ایک فریم میں سجا کر پیش کرنے کے ہنر سے بخوبی واقف ہیں۔

یوسف ناظم نے اردو ادب کی بیشتر اصناف میں طبع آزمائی کی جن میں شاعری، انشاپردازی، مضمون نگاری، کالم نگاری، تبصرہ نگاری، تنقید، سفر نامہ، خاکہ نگاری غرض یہ کہ ان کی جس بھی جہت پر قلم اٹھایا اسے اپنی شوخی تحریر سے امر کر دیا۔ ظرافت ان کے لیے ادب کی ہر صنف کا خاصا رہی۔ طنز و مزاح ان کی ہر کتاب میں دیکھنے کو ملتا ہے لیکن کہیں کہیں پھلجھڑیاں بکھیرتے نظر آتے ہیں جبکہ "کیف و کم" ان کے مزاح کی پہلی کتاب ہے بہر حال یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حادثاتی طور پر مزاح کی طرف راغب ہوئے بلکہ وہ شروع سے ہی شعوری اور لاشعوری طور پر مزاح کے دلدادہ تھے۔ وہ اپنی تحریروں سے لوگوں کو گدگدانے طنز کے نشتر چلا کر پھر اس میں مزاح کا عنصر پیدا کرنے کے دونوں کام بیک وقت سر انجام دیتے رہے۔

''کہا جاتا ہے کہ ادیبوں اور شاعروں کی بھی ایک نسل ہوتی ہے نئی نسل اور پرانی نسل، قسم کی نسلیں اس "قوم" میں پیدا ہوئی، ٹھیک سے نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ مخدوم کس نسل سے ہے۔ لیکن میں اتنا جانتا ہوں مخدوم جامعہ عثمانیہ کی فصل کے ہیں۔ جامعہ عثمانیہ کی اس فصل میں وٹامن ہی وٹامن تھے۔'' (11)

انھوں نے جامعہ عثمانیہ کی ایک پوری کھیپ کا تعارف ایک پیرا گراف میں وٹامن کے لفظ سے ادا کر دیا مزاح کا لطف قاری کے لبوں پر مسکراہٹ کا موجب بنتا ہے۔ ان کے طنز و مزاح کا سلسلہ ایک طویل مدت پر محیط ہے اردو ادب کی باقی اصناف کے لیے تو یہی دورانیہ بہت کم ہے لیکن طنز و مزاح نے جس قلیل مدت میں اپنا صرف طے کیا اس دورانیہ میں یوسف ناظم نے اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے۔

یوسف ناظم شستہ ورواں مزاح کے قائل ہیں۔ان کا مزاح انسانوں سے بے انتہا پیار کرنے کا ایک ایسا روشن ستارہ ہے جس کی روشنی آج بھی قائم ہے۔وہ کہیں کہیں اپنے انداز بیاں سے مسکراہٹ کی پھلجھڑیاں بکھیرتے ہیں لیکن ان کا مزاح بلند آواز قہقہوں کا متحمل نہیں ہوتا۔ان کے مزاح کا معیار پھکڑپن نہیں بلکہ شستہ اور مہذب ہوتاہے۔ جس کوپڑھتے ہوئے قاری کا ذہن غوروخوض کی طرف مائل ہوتاہے اوراس پوشیدہ بات کی طرف متوجہ ہوتاہے جومزاح کی آڑ میں کی گئی ہو۔ایک مزاح نگار کے لیے اپنے فن کی تازگی اور برجستگی کو برقرار رکھنا انتہائی مشکل امر ہے لیکن یوسف ناظم اول سے آخر تک اپنے فن میں کامیاب نظر آتے ہیں۔

> ''ظوئے انصاری سہارن پور کے محلے انصاریہ میں پیدا ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے سہان پور کے محلے انصاریہ میں قاعدہ قانون بہت سخت تھا وہاں پیدا ہونے کی کچھ شرائط تھیں۔یا تو ہر شخص کا انصاری ہونا ضروری تھا یا بعد میں اس طرف منتقل ہونا لازمی تھا۔'' (12)

طنز ومزاح کی بنیاد صرف ذاتی اغراض و مقاصد پر محیط نہیں ہوتی بلکہ یہ زندگی کے تمام پہلوؤں کو احاطہ کرتی ہے۔ناظم صاحب نے اپنے مضحک خیز انداز بیاں میں ظ انصاری کو جن کا تلفظ انھوں نے ظوئے انصاری سے کیا اس کے نام کے تلفظ کے ساتھ ساتھ ان کی جائے پیدائش کو بھی اپنی مزاح بیانی کا نشانہ بنایا۔یوسف ناظم طنز ومزاح میں غالب کی تیر نیم کش کی سی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں۔ جس سے قاری کی طبیعت میں خوشی وانبساط کی لہر دوڑتی ہے۔اس منزل پر پہنچ کر مصنف کا فن قاری کے نفسیاتی ادراک کا ذریعہ بنتاہے اور ذہنی سکون کا سبب بنتی ہے۔

مزاح نگار کا کام صرف ہنسانا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس سے وہ ایسا خوشگوار ماحول پیدا کرتا ہے۔جس سے شگفتگی کا احساس پیدا ہوتاہے۔یوسف ناظم بھی اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو بخوبی نبھاتے ہیں۔وہ خوشگوار ماحول پیدا کرنے کے لیے واقعات کو توڑ مروڑ کر بیان نہیں کرتے اور نہ ہی من گھڑت کہانیوں کا سہارا لیتے ہیں جس سے شخصیت کی عزت نفس مجروح ہو بلکہ وہ حقائق کو ہی مزاح کی صورت میں ڈھال کر بیان کر دیتے ہیں جس سے بات میں جادو بیانی پیدا ہو جاتی ہے۔

حوالہ جات

1۔ ڈاکٹر قمر رئیس،اردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت اور ہم عصر رجحانات, نئی دہلی: اردو اکادمی ،1986ء ص:11

2۔ ایضاً،ص:14

3۔ آفاق حسین صدیق،طنزومزاح اور یوسف ناظم،مشمولہ:ماہنامہ شاعر ممبئی شمارہ1-2،جلد51،جنوری فروری1980ء:ص:21

4۔ پروفیسر سلیمان اطہر،معاصراردوطنزومزاح اور یواف ناظم مشمولہ:،ماہنامہ شگوفہ شمارہ خصوصی ج ون2004ء:ص:42

5۔ ایضاً،ص:47

6۔ یوسف ناظم،علیک سلیک،مالیگاوں:بیباک پبلیشنگ ہاؤس،2002ء،ص:42

7۔ یوسف ناظم،ذکر خیر،نئی دہلی:مکتبہ جامعہ لمیٹڈ،1982ء،ص:51

8۔ ایضاً،ص:109

9۔ ایضاً،ص:100

10۔ یوسف ناظم،سائے اور ہمسائے،حیدرآباد:زندہ دلان1975ء،ص:38

11۔ ایضاً،ص:15

12۔ یوسف ناظم،ذکر خیر،نئی دہلی:مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ،1986ء،ص:53